بڑے سائز کی سیر بین دکھا رہا ہو — "سبز گنبد دیکھ! — دلی کا لال قلعہ دیکھ! — غوث الاعظمؒ کا مزار دیکھ کر — کربلائے معلیٰ دیکھ! — مسجد کانپور دیکھ"......

ص ۹ پر ہے کہ "اس کے جنت ہونے میں کیا شبہ ہے"۔ ایک تو اس سے یہ خیال بچوں میں پیدا ہو سکتا ہے کہ جنت کا تعلق آخرت سے ضروری نہیں۔ اس دنیا میں جہاں اسبابِ راحت جمع ہو جائیں وہیں جنت ہے۔ دوسرے یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ مغربی معاشرہ کی ترقیات اور دلکشیوں کے پیچھے جو تاریکیاں اور غلاظتیں ہیں اُن سے وہ بے خبر رہ جانے کی وجہ سے یہ سمجھیں کہ بڑی بے عیب مخلوق اور اس کی تہذیب ہے۔ بس وہ بنا اُن کا غلام! آپ نے مغربی زندگی کی چکا چوند کو بھی دیکھا، ایک خاص دائرے میں وہاں کا حسنِ خلق بھی دیکھا، مگر اس کے پیچھے مغربی جانوریت بھی دیکھی اور معاشرے کی غلاظتیں بھی دیکھیں۔ کسی شخص یا معاشرے یا تہذیب کے متعلق بچوں کو معلومات دی جائیں تو تصویر کے دونوں رُخ توازن سے پیش کرنے چاہئیں تاکہ اُن کے ذہن کی کشتیاں زندگی کے سمندر میں کبھی ڈانواں ڈول نہ ہوں۔

برکاتی صاحب تنقید نگار کے قلم کی ٹیڑھی ترچھی لکیروں کی رعایت ضرور دیں گے کیونکہ اس کی ذمہ داری بڑی نازک ہے۔

---

**مارشل لا سے مارشل لا تک** از مرحوم سید نور احمد۔ ناشر: دارالکتاب ۲۰/۱ ریٹی گن روڈ، لاہور ۲۔ صفحات: سوا پانچ سو، مجلد قیمت: ۱۲۵/- روپے۔

سید نور احمد مرحوم نے سول اینڈ ملٹری گزٹ کے رپورٹر کی حیثیت سے آغازِ کار کیا۔ پھر وہ حکومت پنجاب کے محکمہ تعلقاتِ عامہ میں شریک ہو گئے۔ تشکیلِ پاکستان کے بعد پنجاب کے محکمہ پریس اینڈ انفارمیشن کے ڈائرکٹر مقرر ہوئے۔

یہ کتاب (۱۹۱۹ء سے اکتوبر ۱۹۵۸ء تک) ایک ایسے شخص کی لکھی ہوئی تاریخ ہے جو واقعات کے بہاؤ کا عینی شاہد تھا۔ گو سرکاری ملازمت کا خفیف سا اثر بھی لیسا وقات تاریخی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں دخل انداز ہوتا ہے اور ایسے مؤرخ کا قلم سیاسی احتیاط پسندیوں